پاکستان کا بدلتا سماج اور احمد ندیم قاسمی کے افسانے(1916-2006)

ڈاکٹر تہمینہ عباس، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

Ahmed Nadeem Qasmi is considered one of the leading fiction writers in Urdu. He was authority in depiction of rural phenomenon and his writings depict various characters representing bucolic life. The characters like peasants, his miseries, his youth, his love, deprivedness, handedness of landlords, and all related issues are discussed in his writings.Nadeem's collections of fiction works are including Chopal, Bagholay Tulou-o-Ghuroob, Gardaab, Sailaab, Aanchal, Aablay, Aaas Paas, Dour, Dewar, Sannata, Bazar-e-Hayat, Barg-e-Hina, Sailaab-o-Gardaab, Ghar Se Ghar Tak, Kapas Ka Phool, Neela Pathar, and Koh Paima.Reading his works, in accordance with the recent age, gives a clear understanding that his writings are not monodimentional and changed according to the situations, for example Neela Pathar is different from his early exhibition of postoral life. He seems to accept social changes openly and this dissertation is to discuss and analyse the changing of rural life, its social and cultural norms in Qasmi's fiction works.

Key Words: Ahmed Nadeem Qasmi, Urdu Afsana, Chopal, Bagholay, Tulo-o-Ghuroob, Gardaab,Sailaab, Aanchal,Aablay,Aaas Paas, Dour, Dewaar,Sannata, Bazar-e-Hayat,Barg-e-Hina, Sailab-o-Gardaab, Ghar se Ghar tk, Kapaas Ka Phool, Neela Pathar,Koh-e-Paima.

احمد شاہ اصل نام اور احمد ندیم قاسمی ادبی نام تھا۔(۱) ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو انگہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے اور ۱۰ جولائی ۲۰۰۶ء کو وفات پائی(۲) بی اے تک تعلیم پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔(۳) مختلف رسائل میں ایڈیٹر کے فرائض انجام دیے۔ جس میں پھول، ادب لطیف، نقوش، امروز، فنون شامل ہیں۔(۴) سب انسپیکٹر ایکسائز بھی رہے، اسکرپٹ رائٹر ریڈیو پاکستان پشاور اور سیکریٹری جنرل انجمن ترقی پسند مصن-فین بھی رہے۔(۵) بحیثیت شاعر ان کا پہلا شعری مجموعہ 'دھڑکنیں' کے نام سے ۱۹۴۲ء میں منظر عام پر آیا۔ بعد میں یہ ہی مجموعہ ترمیم و اضافے کے ساتھ 'رم جھم' کے نام سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا۔(۶) اس کے علاوہ احمد ندیم قاسمی کے مندرجہ ذیل شعری مجموعے شائع ہوئے۔

۱۔ جلال و جمال ۱۹۴۲ء

۲۔ شعلۂ گل ۱۹۵۳ء

۳۔ دشت وفا ۱۹۶۳ء

۴۔ محیط ۱۹۷۶ء

۵۔ دوام ۱۹۸۰ء

۶۔ لوحِ خاک ۱۹۸۸ء

۷۔ جمال (نعتیہ) ۱۹۹۲ء

۸۔ بسیط ۱۹۹۵ء

۹۔ ارض و سما ۲۰۰۶ء(۷(

احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کے مجموعے مندرجہ ذیل ناموں سے منظر عام پر آئے۔

۱۔ چوپال ۱۹۳۹ء

۲۔ بگولے ۱۹۴۱ء

۳۔ طلوع و غروب ۱۹۴۲ء

۴۔ گرداب ۱۹۴۳ء

۵۔ سیلاب ۱۹۴۳ء

۶۔ آنچل ۱۹۴۴ء

۷۔ آبلے ۱۹۴۶ء

۸۔ آس پاس ۱۹۴۸ء

۹۔ درودیوار ۱۹۴۹ء

۱۰۔ سناٹا ۱۹۵۲ء

۱۱۔ بازارِ حیات ۱۹۵۵ء

۱۲۔ برگِ حنا ۱۹۵۹ء

۱۳۔ گھر سے گھر تک ۱۹۶۳ء

۱۴۔ کپاس کا پھول ۱۹۷۳ء

۱۵۔ نیلا پتھر ۱۹۸۰ء(۸(

تنقید کے حوالے سے مندرجہ ذیل کتب منظر عام پر آئیں۔

۱۔ تعلیم اور ادب و فن کے رشتے ۱۹۷۳ء

۲۔ تہذیب و فن ۱۹۷۵ء

۳۔ اقبال سوانحی کتابچہ ۱۹۷۷ء

۴۔ پس الفاظ ۲۰۰۳ء

۵۔ معنی کی تلاش ۲۰۰۴ء

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ ادبی تنقیدی مضامین موجود ہیں۔(۹) احمد ندیم قاسمی نے سوانحی خاکے بھی لکھے جو 'میرے ہمسفر' اور 'میرے ہمقدم' کے نام سے منظر عام پر آئے۔(۱۰) احمد ندیم قاسمی کی پہلی نظم 'مولانا محمد علی جوہر' " "۱۹۳۱ء میں روزنامہ سیاست لاہور میں شائع ہوئی۔(۱۱) ان کا پہلا افسانہ ''بد نصیب بت تراش'' ۱۹۳۶ء میں رسالہ ''رومان'' لاہور میں شائع ہوا۔(۱۲) اس کے علاوہ بھی ان کی بے شمار کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں بچوں کے لیے، تین ناٹک، دوستوں کی کہانیاں، نئی نویلی کہانیاں شامل ہیں۔ متفرق کتابوں میں، کیسر کیاری، انگڑائیاں، نقوشِ لطیف، منٹو کے خطوط، نذر حمید احمد خاں، شامل ہیں۔(۱۳)۔احمد ندیم قاسمی نے اپنی تخلیقات پر بے شمار اعزازات حاصل کیے۔ جن میں تمغۂ حسن کارکردگی ۱۹۶۸ء ستارۂ امتیاز ۱۹۸۰ء، آدم جی ایوارڈ برائے ''دشتِ وفا'' ۱۹۶۴ء، آدم جی ادبی ایوارڈ برائے ''محیط'' ۱۹۷۶ء، آدم جی ادبی ایوارڈ برائے ''دوام'' ۱۹۷۹ء، دوحہ ادبی ایوارڈ (یو اے ای) ۱۹۷۹ء، غالب ایوارڈ (دہلی، بھارت) ۱۹۷۹ء، پرائیڈ آف پرفارمنس ۱۹۶۸ء، کمالِ فن ایوارڈ ۱۹۹۷-۹۸ء، نشانِ امتیاز ۱۹۹۹ء، اے آر وائی ایوارڈ ۲۰۰۲ء، شامل ہیں۔(۱۴)(

احمد ندیم قاسمی نے ایک پیر گھرانے میں آنکھ کھولی، ان کے والد پیر غلام نبی المعروف نبی چن جس وقت وہ آٹھ سال کے تھے انتقال فرما گئے تھے۔(۱۵) احمد ندیم قاسمی کی پرورش خالصتاً مذہبی ماحول میں ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد ان کے چچا اور چچی نے مذہبی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی والدہ بھی مذہبی خاتون تھیں۔ صبر اور غیرت مندی کا سبق انھوں نے اپنی والدہ سے ہی حاصل کیا۔(۱۶) ان کے چچا کیمبل پور کے ایکسٹرا اسٹنٹ کمشنر تھے۔ چچا کے انتقال کے بعد ان کے بڑے بھائی نے انھیں تعلیم ادھوری نہیں چھوڑنے دی۔ بچپن میں ہی یتیم ہو جانے کی وجہ سے وہ بے انتہا حساس اور والدہ کی تربیت کی وجہ سے صبر و شکر کے عادی ہو گئے تھے۔(۱۷) بی اے کے فوراً بعد ہی معاشی پریشانیوں کے سبب انھیں نوکری کرنی پڑی۔(۱۸) مئی ۱۹۵۱ء سے نومبر ۱۹۵۱ء تک اور اکتوبر ۱۹۵۸ء سے فروری ۱۹۵۹ء تک سیفٹی ایکٹ کے تحت بند رہے۔(۱۹)۔

احمد ندیم قاسمی نے ہجرت سے قبل ہندوستان کی تہذیب و معاشرت بھی دیکھی اور قیام پاکستان کے بعد پاکستانی معاشرے کے بدلتے ہوئے رجحانات کا بھی بغور مطالعہ کیا۔ ان کے مختلف ادوار کے افسانے پاکستان کی سیاسی و سماجی صورتحال کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں پنجاب کے دیہاتوں کے علاوہ شہری زندگی کے تغیرات کو بھی جگہ دی یہ ہی وجہ ہے کہ موضوعات کی سطح پر ان کے افسانے پاکستان کے سماج اور سماج کے بدلتے ہوئے رجحان کی بھرپور تصویر کشی کرتے ہیں۔

اردو افسانے میں پریم چند کے بعد دیہات کی بہترین عکاسی احمد ندیم قاسمی کے افسانوں ہیں نظر آتی ہے (۲۰) ان کے افسانوں میں پنجاب کا دیہات سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ کھیت کھلیان، پگڈنڈیاں، ان پر چلنے اور کام کرنے والے کسان مرد، عورت اور الہڑ حسینائیں، مزدور طبقہ، کھیت، کٹتے ہوئے مناظر، چوپال، بیٹھکیں، کنویں کے پنگھٹ، لوگوں کی چہ مگوئیاں، لڑکیوں کی ہنسی مذاق، اچھل کود کرتی ٹولیاں، اور متعدد مناظر (۲۱) انھوں نے جس دیہات کی عکاسی کی ہے۔ وہاں کے باشندے جسمانی لحاظ سے صحت مند، فطری طور پر غیرت مند اور عزت نفس پر مر مٹنے والے مگر معاشی اور اقتصادی اعتبار سے مفلس اور نادار ہیں۔(۲۲) ان کے افسانوں میں دیہاتی مناظر کا صحیح پس منظر اور دیہاتی زندگی کی سچی تصویریں ہیں۔(۲۳) پریم چند کے افسانوں کا تعلق یوپی کے دیہات سے تھا۔ اور ندیم قاسمی کے افسانے پنجاب کے دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں صوبوں کی دیہاتی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پریم چند اپنے اکثر افسانوں میں ایک شہری نقطۂ نظر سے زندگی کو دیکھتے ہیں۔ جبکہ احمد ندیم قاسمی خود دیہات سے تعلق رکھتے تھے۔(۲۴)۔

قاسمی نے پریم چند کے بعد دیہاتی زندگی کو بڑی گہرائی اور گیرائی، مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں پیش کیا۔(۲۵) وہ خود دیہات سے تعلق رکھتے تھے اور اسی ماحول میں پروان چڑھے اس لیے ان کے افسانوں میں دیہات چلتے پھرتے اور جیتے جاگتے دکھائی دیتے ہیں۔(۲۶) انھوں نے خاص طور پر شمالی پنجاب کے دیہاتوں کی مصوری کی ہے۔ ان کے افسانوں میں پنجاب کے دیہاتوں کا مقامی رنگ بڑا واضح اور فطری ہے۔(۲۷) ان کے افسانوں میں دیہاتی زندگی کی بڑی دل آویز اور حقیقت پسندانہ عکاسی کی گئی ہے۔(۲۸) انسان کے غم، خوشی، اس کے تہوار، انسان کی مکاری، عیاری، وفاداری، جاگیردارانہ نظام کی خامیاں، مظلوم و بے کس کسان، ظلم و ستم سہتا ہوا مزدور، موت، بھوک فاقہ، قحط، گولہ بارود، عورت کی عصمت، عشق، قدرت کے حسین مناظر، غرض ہر طرح کے موضوعات کو احمد ندیم قاسمی نے بے حد خوب صورتی سے برتا ہے۔ (۲۹) احمد ندیم قاسمی کا شمار اردو کے ترقی پسند افسانے نگاروں میں ہوتا ہے۔(۳۰)

عبدالمجید سالک نے لکھا ہے کہ ''پنجاب کی دیہاتی زندگی کے افسانوں سے اردو کا دامن اب تک خالی تھا۔ احمد ندیم قاسمی نے پنجاب کے غریب کسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کی۔ اس کا عشق، اس کی جوانی، اس کی غریبی، اس کی جفاکشی، اس کی سادگی اور سب سے بڑھ کر اس کی شدتِ احساس (۳۱) حقیقت یہ ہے کہ شمال مغربی پنجاب سے زیادہ احمد ندیم قاسمی نے دنیا کے کسی اور حصّے کا اتنا گہرا مطالعہ نہیں کیا۔ گاؤں ان کے افسانے کے لیے پس منظر کا کام دیتا ہے۔ اور اس میں رہنے بسنے والے انسان ان کے کردار ہیں۔ (۳۲(

انھوں نے پانچ سو سے زائد افسانے تحریر کیے۔ ترقی پسند موضوعات جنگ و امن، انقلاب، مزدور، کسان، پسماندہ، طبقات، جاگیر دارانہ نظام، اجتماعیت، مساوات کے علاوہ جدید موضوعات، فرد کی اہمیت، باطن، سائنسی موضوعات، شعور کی رو، آزادی، ہجرت، فسادات، تقسیم اور پاکستان کے تقریباً نصف صدی کے خصوصی حالات ایمر جنسی، مارشل لاء فوجیوں کے ظلم و ستم، انسان کی آزادی پر پابندی کو انھوں نے بڑی چابکدستی سے افسانے کے سانچے میں ڈھالا۔ (۳۳) ان کے رومانی افسانوں میں عالاں، پہاڑوں کی برف، جب بادل امڈے، کہانی لکھی جارہی، السلام علیکم، گل رخ، زلیخا، کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ (۳۴) احمد ندیم قاسمی وہ واحد افسانہ نگار ہیں۔ جنھوں نے حقیقت پسند اور ترقی پسند عہد دیکھا۔ تقسیم کے المیے کے روبرو بھی ہوئے۔ جدیدیت اور مابعد جدیدیت کو بھی آتے اور گزرتے ہوئے دیکھا۔ زمانے کی تیز و تند ہواؤں میں بھی قاسمی نے اپنے فن کا چراغ روشن رکھا۔ اور مسلسل ایک رفتار سے افسانے تخلیق کرتے رہے۔ (۳۵) احمد ندیم قاسمی کے جنگ کے موضوع پر لکھے گئے افسانوں میں بابانور، بوڑھا سپاہی، آتش گل، السلام علیکم، ہیروشیما سے پہلے کے بعد وغیرہ شامل ہیں۔ (۳۶(

''جب بادل امڈے'' میں احمد ندیم قاسمی نے ایک مہاجر کسان کا قصّہ بیان کیا ہے۔ جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر گنوا کر پاکستان آجاتا ہے۔ زمیندارانہ نظام کے جبر کا شکار ہونے کے باوجود شکست کھانے کو تیار نہیں۔ ''جب بادل امڈے'' میں ایک طرف طبقاتی کشمکش اور دوسری طرف مہاجرین کو درپیش مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳۷) ''سپاہی بیٹا'' میں احمد ندیم قاسمی نے غریب دیہاتیوں کی فوج میں بھرتی اور جھوٹے وعدے کو موضوع بنایا ہے۔ ایک غریب بیوہ جس کا بیٹا رنگون میں مارا جاچکا ہے۔ وہ اس راز کو سسک سسک کر فاش کرتی ہے کہ اسے کوئی پنشن نہیں مل رہی (۳۸)۔ افسانہ ''ووٹ'' میں عیاش زمینداروں اور ان کے ظالم دلالوں کو موضوع بنایا ہے۔ وقت کی تبدیلی کسانوں کو غم و غصے کا شکار کردیتی ہے (۳۹)۔ ''کہانی لکھی جارہی ہے'' میں کسان کی بیوی فاطمہ بیٹا چراغ، تمام کسانوں کے ساتھ مل کر یہ نعرہ لگانے پر مجبور ہیں کہ زمین کس کی ہے؟ ہماری ہے یعنی فیوڈل لارڈز، ان کے مظالم اور کسانوں کا رد عمل ہی اس افسانے کا موضوع ہے (۴۰)۔

''چوپال'' کی کہانیوں میں دیہاتی لوگوں کی فاقہ کشی، مجبوریاں، محرومیاں اور سسکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جو دن بھر محنت مزدوری کرنے کے باوجود کرب کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اگر بیمار پڑ جائیں تو جعلی ڈاکٹروں کے جعلی نسخوں سے یا پھر محتاجی کے سبب مر جائیں۔ ''بگولے'' کی کہانیاں میں دیہاتی زندگی کی باریک بینی اور گہرے قوت مشاہدے کا احساس ہوتا ہے۔(۴۱)

''شہنشاہ'' میں خالص دیہاتی ماحول کو پیش کیا ہے۔ ''شہنشاہ'' جھیور ہونے کے باوجود ہر شام ایک ریشمی پوشاک پہن کر نکلتا ہے۔ اس کی ماں کی دوست ماسی گلائی اس کے لیے ماں جیسی محترم ہے۔ اس کی گالیاں سہتا ہے۔ اور جب ماسی گلائی کا انتقال ہوتا ہے تو پورے گاؤں میں کفن دستیاب نہیں ہوتا تو وہ مدینے اور مکے کی مٹی سے کلمہ لکھا ہوا کفن ماسی گلائی کے لیے دے دیتا ہے۔(۴۲) ''ثواب'' میں گھروں میں پانی بھرنے والے اور تندور لگانے والے خاندان کی کہانی بیان کی ہے۔ عورت کا شوہر جنگل میں لکڑیاں کاٹتے ہوئے موت کا شکار ہو جاتا ہے اور بیٹا لوگوں کے گھروں کا پانی بھرتے ہوئے کنویں میں گر جاتا ہے۔ جب بڑی مشکل سے ایک ماہر غوطہ خور کنویں سے لاش برآمد کرتا ہے تو ملک رحمان آکر کہتے ہیں کہ کنویں کے پانی کو پاک کرنے کے لیے دو سو بوے نکالنے ہوں گے تم جھیور لوگ یہ کام بہت اچھی طرح کرتے ہو۔(۴۳)

''شیش محل'' میں گاؤں کے ایک موچی کا بے حد عمدہ گھر بنوانے پر گاؤں کے ملک صاحب اس سے سخت ناراض ہو جاتے ہیں۔ تو وہ شہر آکر بیوی بچوں کے ساتھ محنت مزدوری کرتا ہے اور ماہ مختلف لوگوں کا قرض اتارتا ہے اور سوچتا ہے کہ پکے گھروں میں رہنا صرف امیروں کا حق ہے۔(۴۴) ''لسّی'' گاؤں کے ایک خاندان کی کہانی ہے۔ شوہر کو دق ہونے کے باجود احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے پہلے شوہر اور پھر کرم بی بی کے تینوں بچے دق سے مر جاتے ہیں۔ اور کرم بی بی یہ سوچتی ہے کہ وہ گاوں کے بچوں کو اپنے بچوں کی بچی ہوئی لسّی دیتی تھی اس لیے ایسا ہوا(۴۵)

افسانوں کے مجموعے ''پت جھڑ'' میں ایک طویل افسانہ یا ناولٹ ''ایک ریوڑ ایک انبوہ'' ہے جو پنجاب کے دیہات کی عکاسی کرتا ہے۔ جو پہلے انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہو کر اپنی جان قربان کر دیتے ہیں پھر پاکستان کے نام پر مسلم لیگیوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنتے ہیں اور زمینداروں کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ یعنی پاکستان بننے کے باوجود ذہنی طور پر آزاد نہیں ہو پاتے۔(۴۶)

''پرمیشر سنگھ'' تقسیم کے پس منظر میں لکھا گیا عمدہ افسانہ ہے۔ جس میں اختر نامی بچہ قافلے سے بچھڑ کر سکھوں کے ہاتھ لگ جاتا ہے۔ پرمیشر سنگھ اختر کو اپنے گھر میں لے آتا ہے۔ مگر اس کی بیوی اور بیٹی اسے قبول نہیں کرتے۔ پرمیشر سنگھ جب اختر کو پاکستان کی سرحد پر چھوڑ کر جانے لگتا ہے تو اس کے کیس کاٹنا بھول جاتا ہے۔ مسلمان

سپاہی پر میشر سنگھ کو گولی کا نشانہ بناتا ہے تو پر میشر سنگھ کہتا ہے کہ مجھے کیوں مارا میں تو اختر کا مذہب واپس کرنے آیا تھا۔ اس کے کیس کاٹنا بھول گیا۔(۴۷)

''بیٹے بیٹیاں'' میں کمہاروں کی زندگی کو موضوع بنایا ہے۔بیٹی کے وٹے میں بیگو کو شرفی کی جوان بیٹی سے شادی کرنی پڑتی ہے۔اور جب اس کا بیٹا جوان ہو جاتا ہے۔اور وٹہ موجود نہیں ہوتا۔تو وہ اپنی جوان بیوی کو اس لیے طلاق دے دیتا ہے تا کہ بیٹے کے وٹے میں بیوی کو دے سکے۔(۴۸)''ماتم'' میں گاؤں کی مخصوص فضا کی عکاسی کی ہے۔ میاں جی کا جنازہ اٹھنے پر ان کی چہیتی بیوی کو رونا نہیں آتا تو عورتیں طرح طرح کی باتیں بنانے لگتی ہیں۔بی بی کو شوہر کی موت پر تو رونا نہیں آتا۔ مگر اس کی لائی ہوئی ایک پلیٹ ٹوٹنے پر شدت سے رونا آتا ہے، جو اس کا شوہر اس کے لیے بہت محبت سے لایا ہوتا ہے۔(۴۹)افسانہ ''نصیب'' میں رئیسہ بیگم اپنی جوان بیٹی کے رشتے کے لیے اپنے بھائی کو اپنی سہیلی زلیخا کے گھر بھیجتی ہیں تا کہ وہ اس کے بیٹے کے رشتے کے لیے بات کرے، مگر اس کا بھائی زلیخا کے بیٹے سے اپنی بیٹی رخسانہ کا رشتہ طے کر آتا ہے۔رئیسہ بیگم اپنے بھائی کی عیاری پر دل مسوس کر رہ جاتی ہیں(۵۰)۔''وحشی'' میں گاؤں کی ایک غیور عورت کی کہانی بیان کی ہے۔جو چونی لے کر بس میں چڑھتی ہے۔اس کی منزل کا کرایہ سوا پانچ آنے ہوتا ہے۔کنڈیکٹر اس سے کافی دیر مغزماری کرتا ہے۔ مگر اس کے پاس صرف چونی ہی ہوتی ہے۔ایک چوہدری صاحب اس کا بقیہ کرایہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ چوہدری کی بے عزتی کرتے ہوئے منزل سے کافی پہلے اتر جاتی ہے۔یہ کہتے ہوئے کہ وہ پیدل گھر جا سکتی ہے(۵۱)۔''جن وانس'' میں پنجاب کے دیہات کی بھرپور عکاسی موجود ہے۔ماسٹر محمد یونس بیگماں کے عشق میں، بیگماں راجے کی عشق میں اور بانو ماسٹر محمد یونس کے عشق میں مبتلا ہو جاتی ہے۔بیگماں کو بچا کر جب ماسٹر یونس اپنے کمرے میں آتا ہے تو بانو اس کے کمرے میں آکر کنڈی لگا لیتی ہے۔ماسٹر یونس پر بانو سے عشق کا الزام لگ جاتا ہے اور وہ اس صدمے سے فوت ہو جاتا ہے۔ بیگماں بانو سے ماسٹر یونس کے عشق کا سن کر ڑھے جاتی ہے۔(۵۲)

افسانہ ''امانت'' میں گامی اپنا جہیز کا صندوق بیٹے اور بہو سے بچا کر بی بی گل کے پاس رکھواتی ہے۔وقت نزع جب بی بی گل گامی سے سوال کرتی ہیں کہ تم اپنا صندوق کس کو دو گی۔تو گامی جواب دیتی ہے کہ اپنے بیٹے اور بہو کو بی بی گل اس بات پر حیران رہ جاتی ہے(۵۳)۔''نیا فرہاد'' ہندو مسلم فسادات اور ہجرت کے پس منظر میں لکھا گیا افسانہ ہے۔لاہور میں مسلمانوں کے قتل عام کی خبر سن کر گاؤں کے مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے گھر پر حملہ کر دیتے ہیں۔ مگر جعفر شانتی کی وجہ سے تمام لوگوں کو گھروں پر حملہ کرنے سے روک دیتا ہے۔کچھ عرصے کے لیے فساد رک جاتا ہے۔ایک دن گاؤں واپسی پر جعفر کو علم ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں کو گاؤں سے نکال کر ان کی جوان بیٹیوں کو

جوانوں نے بانٹ لیا ہے۔ جب جعفر وہاں پہنچتا ہے تو شانتی کسی اور کے حصّے میں آجاتی ہے۔ جعفر شانتی کے پیٹ میں چھرا کھینچ مارتا ہے۔اس طرح وہ کسی کی نہیں رہتی۔(۵۴(

''گل رخے'میں احمد ندیم قاسمی نے ایک پٹھان کی کہانی بیان کی ہے۔ جو اپنی جوان بیٹی ''گل رخے'' کے علاج کے لیے پریشان ہے۔ گل رخے انتہائی حسین ہے جسے پٹھان، ڈاکٹر کو بھی ہاتھ لگانے نہیں دیتا۔ گل رخے کی تندرستی کے بعد ڈاکٹر پٹھان سے پوچھتا ہے کہ تم مجھے بار بار یہ کیوں بتار ہے تھے کہ ہمارا بیٹی جوان ہے۔خوب صورت ہے جواباًپٹھان کہتا ہے کہ گل رخے کی شادی پر ہم لڑکے والوں سے ایک ہزار لے گا۔اگر گل رخے مر جاتی تو ہمارا ایک ہزار ضائع ہو جاتا(۵۵)۔''بدنام'' میں نوراں نامی عورت اپنے شوہر کا قرضہ اتارنے کے لیے راتیں غیر مردوں کے ساتھ گزار کر بدنام ہو جاتی ہے۔ مگر جب اس کا شوہر ملازم ہو جاتا ہے تو اس کام سے تائب ہو جاتی ہے (۵۶(

۔افسانہ ''موچی'' میں موچی زمیندار کو انتہائی عمدہ زری کا جوتا بنا کر دیتا ہے۔ مگر زمیندار اس جوتے کے دام دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ جوتا ایک دن پہننے کے لیے دینے کو تیار ہوتا ہے(۵۷)۔افسانہ ''چاچا چوکھا رام'' میں احمد ندیم قاسمی نے ایک ہی گاؤں میں رہنے والے ہندو اور مسلمانوں کے مزاج کی عکاسی کی ہے۔ چاچا چوکھا رام جو کسی مسلمان کو پانی پینے کے لیے اپنا برتن نہیں دیتے۔ مگر سفر میں جب بھوک لگتی ہے تو مسلمان کا کھانا کھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں(۵۸)''پت جھڑ'' میں چراغ علی کی بیٹی کے دو رشتے آتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔اور چراغ علی کو دھمکی دیتے ہیں کہ اگر اس نے اپنی بیٹی کی شادی کہیں اور کی تو بیٹی داماد کو جان سے مار دیں گے۔ چراغ علی دھمکی کا جواب دھمکی سے دیتا ہے۔ زینی جو اس وقت رو رہی ہوتی ہے۔ کچھ دیر بعد اپنی سہیلی کے ساتھ چکی پیستے ہوئے گنگنانے لگتی ہے(۵۹)۔

افسانہ ''استغاثہ'' میں جب سب انسپکٹر کو ڈپٹی کمشنر کی طرف سے وارننگ دی جاتی ہے کہ ہفتے میں ایک نیا مقدمہ کھڑا کرنا اس کی ذمّے داری ہے تو وہ اپنی جان بچانے کے لیے نبی بخش پر آب کاری کا جھوٹا مقدمہ بنا دیتا ہے(۶۰)۔افسانہ ''ست بھرائی'' میں عبداللہ اور نیکا اپنی بیٹی ست بھرائی کی بے حد لاڈ پیار سے پرورش کرتے ہیں۔ ست بھرائی ماں باپ کی مرضی کے خلاف بھاگ کر شادی کر لیتی ہے۔ پہلے تو ماں باپ ناراض رہتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ وہ ست بھرائی کو معاف کر دیتے ہیں(۶۱)۔''موج خون'' میں احمد ندیم قاسمی نے مرد کی فطرت کی عکاسی کی ہے۔ جو شہ بالا بن کر دلہن کی سہیلی سے متاثر ہو جاتا ہے۔اور دولھا بن کر دلہن کی سہیلی پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اسے بھگا کر اس سے شادی کر لیتا ہے۔ جب پہلی بیوی آکر لڑائی کرتی ہے۔ تو وہ دوسری کو چھوڑ کر دوبارہ پہلی سے رجوع کر لیتا

ہے(۶۲)۔افسانہ ''رئیس خانہ'' پہاڑ پر آباد دیہاتوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ یہاں کی زندگی کے مسائل میدانی علاقوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگ زیادہ محنت کش اور جاں باز ہوتے ہیں(۶۳)۔

''نیلا پتھر'' میں احمد ندیم قاسمی نے گاوں کے غریب دھوبی کی کسمپرسی کی داستان بیان کی ہے۔جو کام نہ ہونے کی وجہ سے پتھر کاٹنے پر مجبور ہے۔اپنے چھ بچوں کا واحد سہارا ہے۔پہاڑوں میں بارود پھٹنے کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں(۶۴)۔''پارٹنر'' میں رخشی، مختار، محمود اور نگینہ کی کہانی بیان کی گئی ہے۔جو اپنے پارٹنر کو چھوڑ کر دوسرے پارٹنر منتخب کر لیتے ہیں۔اور دونوں جوڑوں کے مابین ایک خاموش سمجھوتہ ہو جاتا ہے(۶۵)۔'' ایک عورت تین کہانیاں'' میں احمد ندیم قاسمی نے ایک کسان عورت کی کسمپرسی کی داستان بیان کی ہے۔جو بیٹی، بیوی اور ماں ہر حیثیت میں غربت اور تنگ دستی کی چکی میں پستی ہے۔(۶۶(

احمد ندیم قاسمی کے افسانے موضوعات کے حوالے سے اس طور سے تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ جنگ کے پس منظر میں لکھے گئے افسانوں میں ہیروشیما سے پہلے ہیروشیما کے بعد، بابانور، تقسیم اور فسادات کے پس منظر میں، پرمیشر سنگھ، کفن و دفن، جاگیر دارانہ نظام کی عکاسی میں، لارنس آف تھلیبیاں، جوتا، کردار نگاری کی ذیل میں، مالسی گل بانو، رئیس خانہ، وحشی، سلطان، نفسیات کی ذیل میں دار و رسن، گنڈاسا، سماج کے مختلف رنگ میں بین، الحمد اللہ اور رومان کی ذیل میں ''پہاڑوں کی برف'' پیش کیے جا سکتے ہیں۔(۶۶(

فسادات کے پس منظر میں لکھے گئے افسانوں میں منٹو کے ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' احمد ندیم قاسمی کے پرمیشر سنگھ اور اشفاق احمد کے ''گڈریا'' کو نمائندہ افسانے قرار دیا جاتا ہے۔(۶۷)احمد ندیم قاسمی کا دوسری جنگ عظیم پر کامیاب افسانہ ''ہیروشیما سے پہلے ہیروشیما کے بعد'' ہے۔(۶۸)احمد ندیم قاسمی کا طرز تحریر ترقی پسند تحریک کی دین نہیں بلکہ اس میں ان کی ذاتی پسند اور رجحان کی عکاسی ہوتی ہے۔(۶۹)''احمد ندیم قاسمی نے جنگ کے حوالے سے بے شمار افسانے لکھے۔ مگر ان کا افسانہ ''ہیروشیما سے پہلے اور ہیروشیما کے بعد'' ایک جنگ نامہ ہے جو اردو افسانہ نگاری کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے(۷۰)۔افسانہ ''جوتا'' میں کرموں ایک قوال ہے۔اور اپنے بچوں کو تعلیم دلواتا ہے۔وہ مل میں ملازم ہو جاتے ہیں۔اور وہ خوشحال ہو جاتا ہے۔گاؤں کا چوہدری یہ سن کر کہ کرموں اپنے گھر میں بیٹھک بنوانے والا ہے اسے بلوا کر باسٹھ جوتے لگواتا ہے۔اور کرموں جوتے گنتا جاتا ہے یہ سوچ کر کہ ان کا حساب روز حشر ہو گا۔ کرموں کے بیٹے اسے عمدہ اونی کمبل بھیجتے ہیں تو چوہدری سے برداشت نہیں ہو پاتا۔وہ اسے مہنگے داموں میں خرید کر اپنے گھر کے صندوق میں رکھوا دیتا ہے۔وہ ایک کمی کو مہنگا کمبل لیتا ہوا دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتا۔(۷۱)۔''اندمال''

میں ڈھاکہ سے لٹاپٹاخاندان جب پاکستان پہنچتا ہے تو یہاں ان کے گھر میں چوری ہو جاتی ہے۔اور چور نزہت کے لاپتا شوہر کی تصویر تک لے جاتے ہیں(۷۲)۔

مندرجہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ احمد ندیم قاسمی نے اپنے افسانوں میں پاکستان کے بدلتے ہوئے سماج کی بھرپور عکاسی کی ہے ان کے ابتدائی دور کے افسانوں میں تقسیم، جنگ اور ہجرت کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے افسانے جنوبی پنجاب کے دیہات اور اس کے مسائل کی عکاسی کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں جنوبی پنجاب کی عمدہ تصویریں ملتی ہیں۔ان کے دیہی کردار حقیقت سے قریب تر نظر آتے ہیں۔اس حوالے سے ان کے افسانے۔''جن وانس''میں بیگماں کا کردار پیش کیا جاسکتا ہے۔عوام کے استحصال کی عمدہ مثال افسانہ ''جوتا'' افسانہ ''موچی''اور افسانہ ''شیش محل''میں نظر آتی ہے ''جوتا''میں ایک غریب قوال معاشی طور پر مستحکم ہونے کے بعد بیٹھک بنانے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو زمیندار اسے باسٹھ جوتے لگاتا ہے۔افسانہ ''موچی''میں موچی جاگیردار کو عمدہ جوتا بنا کر دینے کے باوجود معاوضے کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔افسانہ ''شیش محل''میں ایک غریب شخص لوگوں سے ادھار قرض لے کر شیشے کا گھر بنواتا ہے مگر گاؤں کے زمیندار سے یہ بات برداشت نہیں ہو پاتی اور اسے قرض اتارنے کے لیے شہر جا کر محنت مزدوری کرنی پڑتی ہے۔افسانہ ''گھر سے گھر تک''شہری زندگی کی ذیل میں پیش کیا جاسکتا ہے جس میں بچوں کے رشتے طے کرنے کے لیے ماں باپ حقائق کو چھپانے پر مجبور نظر آتے ہیں۔انھوں نے اپنے کئی افسانوں میں مشرق پر مغرب کے منفی اثرات کو بھی موضوع بنایا ہے۔اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یورپ میں کچھ عرصہ گزارنے والے نوجوان وہاں کی برائیوں کو اپنی زندگی میں شامل کر لیتے ہیں اور پھر اخلاقی برائیوں کو وہ برائی نہیں سمجھتے۔

احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے اگر ان کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے افسانوں میں پاکستان کی بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار کا جائزہ پیش کیا ہے۔ موضوعاتی سطح پر ان کے افسانے عوام کی زندگی کے ترجمان ہیں۔ زبان و بیان سادہ اور رواں ہے۔ان کے افسانوں میں پاکستان کے شہروں اور دیہات کی منظر نگاری بھی بہترین ہے۔ تقریباً پانچ سو کے قریب افسانے لکھنے والے،احمد ندیم قاسمی کے افسانے پاکستانی سماج کے ان گنت موضوعات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں سرمایہ دار طبقے کی بالادستی اور مزدوروں اور کسانوں کا استحصال ایک اہم موضوع ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر ان کی وفات تک،احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں موضوعات کی سطح پر ایک خاص تنوع نظر آتا ہے۔ابتدا میں سرمایہ دار طبقے کی بالادستی نظر آتی ہے۔اور جب پڑھ لکھ کر کسانوں کے بچے کسی قابل ہو جاتے ہیں تو وہ گاؤں چھوڑ جاتے ہیں۔ یا پھر ملک چھوڑ مغربی ممالک کا رخ کرتے

ہیں تاکہ جلد از جلد معاشی استیصال سے نجات پاسکیں مگر اس کے باوجود، کہیں کہیں احمد ندیم قاسمی کے افسانے اس رخ کو بھی پیش کرتے ہیں کہ مزدور اور کسان کا بیٹا امیر ہونے کے بعد بھی اپنی پرانی شناخت سے جان نہیں چھڑا سکتا۔

حوالہ جات

۱۔ فتح محمد ملک، ندیم شناسی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء ص ۲۶۸

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً، ص ۲۶۸۔۲۶۹

۸۔ ایضاً، ص ۲۶۹

۹۔ ایضاً، ص ۲۶۹۔۲۷۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۶۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۷۱

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۷۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۷۰۔۲۷۱

۱۵۔ فتح محمد ملک، سرچشمۂ ہائے فیضان، مشمولہ: ندیم شناسی، ص ۲۷

۱۶۔ ندیم کا بچپن، افکار ندیم نمبر، ص ۱۲۳، بحوالہ: ندیم شناسی، ص ۲۷

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً ۲۷۰

۲۰۔ ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، احمد ندیم قاسمی کے نمائندہ افسانے، موڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۲۳

۲۱۔ایضاً،ص ۲۲۳

۲۲۔ایضاً

۲۳۔وقار عظیم، نیا افسانہ ص ۱۶۸

۲۴۔امتیاز علی تاج، دیباچہ چوپال، مشمولہ: کلیات احمد ندیم قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء، ص ۲۵۷

۲۵۔ مخمور صدری، ڈاکٹر، ترقی پسند افسانے میں ہیئت اور تکنیک کے تجربے ایجو کیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۱۵ء ص ۱۲۱

۲۶۔ایضاً

۲۷۔ایضاً

۲۸۔ایضاً،ص ۱۲۲

۲۹۔ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، احمد ندیم قاسمی کے نمائندہ افسانے، ص ۲۲۰

۳۰۔ خلیل الرحمن اعظمی، اردو ترقی پسند ادبی تحریک، ص ۲۲۰

۳۱۔عبدالمجید سالک، تعارف چوپال، مشمولہ: کلیات احمد ندیم قاسمی، ص ۲۵۷

۳۲۔احمد ندیم قاسمی، مرتبہ: نند کشور وکرم، عالمی اردو ادب، دہلی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۲۷، ۲۸
بحوالہ: افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی احوال وآثار، مصنفہ: افشاں ملک، ایجو کیشنل ہاؤس، دہلی ۲۰۰۷ء ص ۱۲۶

۳۳۔ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، احمد ندیم قاسمی کے نمائندہ افسانے، ص ۲۲۶

۳۴۔ایضاً،ص ۲۲۶

۳۵۔ایضاً

۳۶۔ایضاً

۳۷۔احمد ندیم قاسمی، مجموعہ احمد ندیم قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۷

۳۸۔ایضاً،ص ۴۰

۳۹۔ایضاً،ص ۴۶

۴۰۔ایضاً، ۵۷

۴۱۔افشاں ملک، ڈاکٹر، افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی، محولہ بالا، ص ۱۳۲

۴۲۔احمد ندیم قاسمی، پت جھڑ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۲

۴۳۔احمد ندیم قاسمی، مجموعہ احمد ندیم قاسمی، ص ۱۲۲

۴۴۔ایضاً ،ص ۱۵۷

۴۵۔احمد ندیم قاسمی، پت جھڑ، ص ۴۰

۴۶۔ایضاً ،ص ۹۸

۴۷۔احمد ندیم قاسمی، بازار حیات، ص ۷

۴۸۔احمد ندیم قاسمی، برگ حنا، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۷

۴۹۔ایضاً ،ص ۲۸

۵۰۔ایضاً ،ص ۹۷

۵۱۔ایضاً ،ص ۱۰۲

۵۲۔ایضاً ،ص ۱۱۱

۵۳۔ایضاً ،ص ۱۴۴

۵۴۔احمد ندیم قاسمی، مجموعہ احمد ندیم قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۷

۵۵۔احمد ندیم قاسمی، بازار حیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۳۰

۵۶۔احمد ندیم قاسمی، بازار حیات، ۹۰

۵۷۔ایضاً ،ص ۱۲۳

۵۸۔احمد ندیم قاسمی، پت جھڑ، ص ۶۴

۵۹۔ایضاً ص ۸۸

۶۰۔ایضاً ،ص ۶۴

۶۱۔احمد ندیم قاسمی، بازار حیات، ص ۱۰۳

۶۲۔احمد ندیم قاسمی، مجموعہ احمد ندیم قاسمی، ص ۱۴۶

۶۳۔ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، احمد ندیم قاسمی کے افسانے، ص ۲۲۵

۶۴۔احمد ندیم قاسمی، نیلا پتھر، ص ۶۸

۶۵۔ایضاً ،ص ۵۷

۶۶۔ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، احمد ندیم قاسمی کے نمائندہ افسانے، ص ۷۔۸

٦٧۔ نسیم عباس احمر، اردو افسانے کے نظری مباحث (تنقید و تجزیہ)، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ص ۱۸۳

٦٨۔ خلیل الرحمن اعظمی، اردو میں ترقی پسند تحریک، ص ۲۰۰

٦٩۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۷۰۔ ڈاکٹر افشاں ملک، احمد ندیم قاسمی احوال و آثار، ص ۱٦۲

۷۱۔ احمد ندیم قاسمی، نیلا پتھر، ص ۳۴

۷۲۔ ایضاً، ص ۴۴